مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

سب سے بڑا المیہ

پندرھویں صدی ہجری کے شروع میں اسلامی بیداری کے آثار نمایاں ہوئے اور یہ بیداری ایک فطری بات تھی یورپ وامریکہ کی اسلام دشمنی کی وجہ سے، فکری وتہذیبی یلغار کی وجہ سے اور یورپ کا عالم اسلامی پر سامراجی تسلط قائم کرنے کے لیے میڈیا کے استعمال کرنے کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ نے عالم اسلامی کو ہر طرح سے مالا مال کیا ہے، جبکہ یورپ کا اس بیداری کے خلاف موقف بزدلی اور خوف کا تھا، اور اس خوف میں مزید اضافہ ہوا اسلام کے پھیلنے سے جبکہ عیسائی مشنریاں عیسائی بنانے کیلئے بھرپور وسائل کا استعمال کر رہی تھیں جبکہ ان کے پاس بھرپور وسائل تھے جیسے تعلیم وتربیت، میڈیا کا استعمال، غریب علاقوں کی خبر گیری کرنا، اور غریبوں کی مدد کرنا، اور اس میں ان کی مدد اسلام مخالف ذہن رکھنے والوں اور ان مسلمانوں نے بھی کی جو اسلام سے بغاوت کر چکے ہیں اور جن کا ذہن یورپی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے بالکل تبدیل ہو چکا تھا انہوں نے اس دین کے خلاف تحقیقات پیش کیں، مقالات لکھے، لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس زور وشور سے حملہ کرنے کے باوجود اسلام سے تعلق اور غیرت وحمیت میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

یورپ کے دشمنانہ رویہ اور اس اسلامی قیادت کی مدد سے جو خود اسلام کے دشمن سمجھے جاتے ہیں تمام تر وسائل کے ساتھ کوشش اسلامی بیداری کو ختم کرنے کے لیے، اسی کے نتیجہ میں عالم اسلام میں حالات ناگفتہ بہ ہیں، جبکہ اس بیداری کا اثر مسجد میں نمازیوں کی شکل میں اور ذکر کی مجالس میں نظر آتا ہے، اسلامی تعلیمات سے واقف ہونے کی یہ حرص اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا یہ جذبہ مغربی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہے نوجوانوں میں خاص طور پر بڑھا ہے، وہ یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اسلام سے واقف ہونے کی کوشش کرتے ہیں، دینی تربیتی حلقوں میں شریک ہوتے ہیں، اور ان جماعتوں سے وابستہ ہوتے ہیں جو اسلامی دعوت کا کام انجام دے رہی ہیں، یہ رجحان بہت تیزی سے بڑھا ہے، اس لیے کہ وہ طلباء جو گذشتہ صدی میں یورپ تعلیم کی غرض سے جاتے تھے، وہ وہاں کے

افکار ونظریات کے حامل ہوکر وطن واپس ہوتے تھے حتی کہ ان کا رہن سہن، کھانا پینا بھی یورپ کے باشندوں کے طرز پر ہوتا تھا،لیکن موجودہ دور میں وہ یورپ جاتے ہیں مگر اسلامی تشخص کے ساتھ واپس آتے ہیں، اس بیداری کے اثرات بہت طاقتور ہیں ،اوراس بیداری سے ان اسلامی تحریکات نے فائدہ اٹھایا جو یورپ میں کام کررہی ہیں، اس بیداری سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ عالم اسلام کا مستقبل کتنا تابناک اور روشن ہے، اسی وجہ سے بعض اسلامی قلمکاروں نے ''مستقبل اسی دین کا ہے'' کے عنوان سے کتابیں لکھیں، اور توقع کی ہے کہ سامراجی نظام اور جو اس کی تقلید کرتے ہیں ان کا زوال بہت جلد ہوگا، یہ بدیہی اور فطری بات ہے،اس سوچ کو اس سے تقویت ملتی ہے کہ کچھ اسلامی ممالک میں انقلابات ہوئے ،اور اسلامی سوچ رکھنے والوں نے زمام اقتدار سنبھالی، جیسے افریقا اور ایشیا میں،یورپ نے اس بیداری کو محسوس کرلیا،اوراس نے اس رجحان کو اپنے مفادات کے لیے اوراپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا اور اس جوش اور اسلامی حمیت کو مسائل کے حل کرنے کے عنوان پر تبدیل کرنے کے لیے سازشیں کیں جس میں گذشتہ قومیں جی رہی تھیں۔

یورپ میں اسلام بیداری کی وجہ سے جو خوف پیدا ہوا ہے، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لورنس براؤن کہتا ہے!اس سے پہلے ہم کو یہودیوں سے خطرہ تھا،ایشیا سے خطرہ تھا،لیکن ہم نے ان کو اپنا ہمنوا اور دوست پایا،اور دوسری عالمی جنگ میں جو ہمارے دشمن تھے وہ بھی ہمارے حلف بن گئے، جہاں تک چین وجاپان کا تعلق ہے وہ ایک جمہوری ممالک ہیں ،لیکن حقیقی خطرہ مسلمانوں سے ہے، کیوں کہ ان کی طاقت میں وسعت وگہرائی ہے، وہ اپنی زندگی میں حیرت انگیز چیزوں کے مالک ہیں۔

ایک بار ۱۹۵۲ء میں فرانس کے ایک ذمہ دار نے کہا! یورپ پر کیمونزم کا خطرہ نہیں ،اصل خطرہ ہم کو جولاحق ہے اور جس نے ہم کو ہلا کر رکھ دیا ہے، وہ خطرہ اسلامی بیداری کا ہے،مسلمان ایک خودمختار قوم ہے، وہ روحانی قوت کے حامل ہیں، ایک تاریخی تہذیب کے مالک ہیں ،اوران کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ اس تابناک تاریخ کے ذریعہ ایک نئی دنیا تعمیر کریں، ان کو یورپ کی چیزوں کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی ان کو اپنا خواب شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے مشینوں کی ضرورت ہے، جو مشینیں یورپ نے ان کو دی تھی۔

۱۹۹۰ء کے دوران ھینری کیسنجر (سابق امریکی وزیر خارجہ) نے سالانہ ملکی تجارتی کانفرنس میں

ایک خطاب میں کہا! نئی جنگ جس کا یورپ کو سامنا ہے وہ عربی اسلامی جنگ ہے، یہ یورپ کے لیے اور پوری دنیا کے لیے بہت بڑا دشمن ہے۔

ایک یہودی مصنف صموئیل فلپس اپنی کتاب ''تہذیبی جنگ'' میں لکھتا ہے! وبیکن کی رپورٹ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام عیسائی مشنریوں کی انتھک محنتوں اور رکاوٹوں کے باوجود بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، مزید کہتا ہے! کہ عیسائیت کے لیے اسلام ہی تنہا خطرہ ہے۔

ایک جرمن مستشرقہ زیغر یدہ نے اپنی کتاب ''اسلام کا سورج یورپ پر بلند ہو رہا ہے'' کے ذریعہ یورپ کو ہوشیار کرنے کی کوشش کی، یورپ کے ماہرین نے اس بیداری کو روکنے کی فکر کی، اور اس کا سامنا کرنے کی فکر کی جو اسلام کے نتیجہ میں پیدا ہورہی ہے، یورپ نے اس خطرہ کا سامنا کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی تاکہ اس پر غور کیا جائے، ایک کمیٹی نے عالم اسلامی کے تعلق سے تحقیق و تفتیش کے لیے ایک رپورٹ تیار کی اور اس کو امریکی حکومت کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ایک لائحہ عمل بنائے، اس نے یہ تجویز دی کہ اسلامی حلقوں میں منافرت کا بیج بویا جائے، خانہ جنگی پیدا کی جائے، مسلمان اور شیعوں میں چپقلش پیدا کی جائے، عرب اور غیر عرب کے درمیان تعلقات کو ناخوشگوار بنایا جائے، ان تمام کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان شیرازہ بندی کا شکار ہوگئے، وحدت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، اسلامی ممالک میں غیر اسلامی ذہن رکھنے والوں کا حکومت کی زمام سنبھالنا یہ یورپ کی اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے، یہ بیداری مغربی سامراج کے ایک خطرہ کا روپ اختیار کر چکی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی ممالک یورپ کی ان ریشہ دوانیوں کو سمجھیں، ہوش کے ناخون لیں، اور ان انقلابات کے پیچھے جو صہیونی سازش ہیں ان سے باخبر ہوں، اور اس کا تدارک کریں، آستین کے سانپوں سے واقف ہوں، اور ران کی کوششوں کو ناکام کریں، اسلامی قیادت صحیح صورتحال کو سمجھنے اور پلاننگ کرنے میں ناکام نظر آرہی ہے، جانوں کا نقصان بڑا المیہ نہیں ہے، بڑا المیہ یہ ہے کہ جانی نقصان کے اسباب پر غور نہ کیا جائے۔ (ترجمانی: محمد امین حسنی ندوی)

زیر تعمیر جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا فیس بک اکاؤنٹ

https://www.facebook.com/jamiamasjidmolanaabdulhaq